## ابن منصور کے دعوائے خدائی پر علی راسبی کی جھوٹی شہادت

ابو بکر صولی کو گرفتار کیا

اور اسکے غلام کو ربیع الآخر ۳۰۱ھ میں بغداد پہونچایا اور و

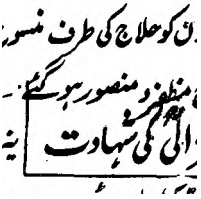
ن کو حلاج کی طرف منسو
منظفر و منصور ہو گئے
ا کی شہادت
یہ

ہیں اور اگر کسی ایک دو قول
کے کسی قول کو تاویل کے سا
ئمہ محدثین کے ایسے اقوال بکثرت
تے ہیں مگر ان کے مقلدین ہم

## ابن منصور کے جاہل ہونے کی روایت اور اس کا جائزہ

طبری نے ر
سنہ ۳۰۱ھ یہ

پر قبضہ کیا اور علی بن عیسٰے وزیر کے سپرد کر دیا اس

## کرامت کا صدور ہر وقت ضروری نہیں

حامد
کے اصحاب میں تھا اور اس سے کہا گیا تم لوگوں کا یہ دعوای ہ
تمھارے پاس ہوا سے اتر کر پہونچ جاتا تھا کہا بے شک

**قید خانہ میں ابن منصور کے اثرات** غرض آٹھ سال سات مہینے آٹھ دن جیل کی مشقت میں رہے ایک جگہ سے دوسری جگہ ان کو منتقل کیا جاتا رہا اور جہاں قید کئے جاتے جیلخانہ والے اور غلام وحشم وخدم اور دربار شاہی کے منشی وغیرہ ان کے معتقد ہوجاتے اور جیلخانہ میں پوری راحت پہونچاتے تھے۔

(مخالفین نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ جس جگہ مقید ہوتے وہاں کے آدمیوں کو بہکاتے اور اپنے فریب میں لے آتے چشم بدبین سے ہنر بھی عیب نظر آتا ہے مخالفین نے تو نبیاً علیہم السلام کے معجزات تک کو سحر مستمر کہدیا تھا ابن منصور بے چارہ کی کرامات کو بھی حیلہ اور مکر کہدیا گیا تو کیا تعجب ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان پر حال قومی ایسا غالب تھا کہ اس کا اثر ہر شخص پر ضرور پڑتا تھا بشرطیکہ معاند نہ ہو۔ جن لوگوں نے اہل حال کو دیکھا ہے وہ اس کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں)

**ابن منصور کے قتل کی دستاویز پر خلیفہ کے دستخط حاصل کرنے کا واقعہ** پھر وزیر نے علماء اور قاضیوں کو جمع کیا اور ابن منصور کے محضر قتل پر سب کے دستخط کرائے پھر وہ محضر زنجی کے حوالہ کیا گیا کہ اس کو خلیفہ مقتدر باللہ تک پہونچا کر مجلس علماء کا سارا حال اس کے گوش گذار کرے اور خلیفہ کی طرف سے اس کا جواب جلد حاصل کر کے اطلاع دے زنجی نے خلیفہ کے نام دو رقعے تحریر کئے اور فتوائے علماء کو ان کے اندر رکھ بھیجدیا۔ وہاں سے دو دن تک کچھ جواب نہ آیا تو حامد سخت پریشان ہوا اور اپنی اس حرکت پر نادم بھی ہوا کہ ایسا نہ ہو خلیفہ کے نزدیک میری یہ کارروائی بے موقع سمجھی گئی ہو مگر جو کھیل وہ بنا چکا تھا اس کو انتہا تک پہونچانے سے بھی چارہ نہ تھا ورنہ بدنام ہوجاتا کہ وزیر ہوکر ایسی لچر کارروائی کرتا ہے جسکی خلیفہ کے یہاں شنوائی تک نہیں ہوتی) اس نے تیسرے دن زنجی کے قلم سے پھر ایک خط خلیفہ کو لکھوایا جس میں پہلے خط کے جواب کا تقاضا تھا اور یہ بھی تحریر کیا گیا تھا کہ مجلس علماء میں جو کچھ طے پایا ہے اسکی خبر عام طور سے پھیل چکی اور شائع ہوچکی ہے اگر اسکے بعد علاج کو قتل نہ کیا گیا تو لوگ اسکے فتنہ میں مبتلا ہوجائیں گے اور دو آدمی بھی اس کے متعلق اختلاف کرنیوالے باقی نہ رہیں گے۔

(عذر گناہ بدتر از گناہ اسی کو کہتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ مجلس علماء میں عوام کو شریک

کرنے کے لئے تم سے کس نے کہا تھا جو اُن کا فتوٰے خلیفہ کی منظوری سے پہلے ہی شائع اور مشہور ہو گیا جس کے بعد خلیفہ کی منظوری کا وہی درجہ رہ جاتا ہے جو پارلیمنٹ کی کارروائی کے بعد سلاطین یورپ کی دستخط کا درجہ ہے۔ اس سے ناظرین نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ وزیر نے علماء اور قضاۃ کو تو محضر قتل تیار کرنے پر مجبور کیا ہی تھا خلیفۂ وقت کو بھی اچھی طرح مجبور کر دیا تھا کہ اسکو دستخط منظوری کے سوا کچھ چارہ ہی نہ رہا)

یہ خط مفلح کے ذریعہ بھیجا گیا اور اس پر تقاضا کیا گیا کہ جلد خلیفہ کو پہونچا کر اس کا جواب لائے چنانچہ اگلے دن مفلح کے ذریعہ جواب صادر ہوا کہ جب قاضیوں نے اس کے قتل کا فتوٰے دیدیا اور مباح الدم کہدیا ہے تو اس کو محمد بن عبد الصمد کوتوال کے حوالہ کر دیا جائے۔

(یہ جواب معلق ہے خلیفہ نے صاف طور سے اپنی رائے کچھ ظاہر نہیں کی بلکہ قاضیوں کے اوپر سارا بوجھ ڈال دیا۔ اوپر گذر چکا ہے کہ خلیفہ بذات خود ابن منصور کے قتل میں متوقف تھا)

کوتوال اس کو اپنی نگرانی میں لے کر ہزار تازیانہ لگائے اگر اسی سے ہلاک ہو جائے بہتر ورنہ گردن مار دیجائے۔ وزیر حامد اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اس کا اضطراب بھی جاتا رہا۔

(سبحان اللہ کیسے کیسے اضطراب و پیچ و تاب اور دوسری کے بعد قتل ابن منصور کا منصوبہ پورا ہوا، کیا حدود شرعی کا اجراء اسی طرح ہوا کرتا ہے؟)

اب اس نے محمد بن عبد الصمد کوتوال کو بلا کر خلیفہ کا فرمان پڑھ کر سنایا اس نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اور کہا مجھے اندیشہ ہے کہ حلاج کو مجھ سے چھین لیا جائے گا۔

(یعنی اس کے اصحاب اور معتقدین زبردستی حلاج کو مجھ سے لے لینگے اور عام مسلمان بھی ان کا ساتھ دیں گے کیونکہ اوپر گذر چکا ہے کہ محضر قتل تیار ہونے پر عوام بگڑ گئے تھے اور وزیر کو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا تھا)

حامد نے کہا میں اپنے غلاموں کو تیرے ساتھ کر دوں گا وہ حلاج کو کوتوالی کے جیلخانہ تک غربی جانب پہونچا دیں گے پھر سب کچھ اتفاق سے یہ طے پایا کہ عشاء کے بعد کوتوال حاضر

ہو، اپنی جماعت کو بھی ساتھ لائے جن میں کچھ آدمی سائیسوں کی طرح خچروں پر سوار ہوں اُن میں ایک خچر پر حلاج کو سوار کر دیا جائے تاکہ غلاموں کے جھگڑے میں اُسے کوئی پہچان نہ سکے پھر اسکو حکم دیا کہ حلاج کے ایک ہزار تازیانہ لگائے اگر اسی سے ہلاک ہو جائے تو سر کاٹ کر محفوظ رکھے اور لاش کو جلا دے۔ حامد نے اس سے یہ بھی کہا کہ اگر وہ تیرے سامنے دریائے فرات میں سونا چاندی بہتا ہوا بھی دکھا دے جب بھی مار سے ہاتھ نہ روکنا چنانچہ اس قرارداد کے موافق عشاء کے بعد محمد بن عبدالصمد اپنے آدمیوں کو خچروں پر لے کر پہونچا، حامد نے اپنے غلاموں کو اسکے ہمراہ سوار ہونے کا حکم دیا تاکہ کوتوالی کے میدان تک حلاج کو پہونچا دیں۔

حلاج کی نگرانی پر جو غلام مقرر تھا اُسے حکم دیا کہ اس کو قید خانہ سے باہر نکال لائے اور کوتوال کے سپرد کر دے۔ اس غلام کا بیان ہے کہ جب میں نے دروازہ کھولا اور اس کو باہر آنے کے لئے کہا تو چونکہ یہ وقت دروازہ کھولنے کا نہ تھا حلاج نے پوچھا وزیر کے پاس کون ہے؟ میں نے کہا محمد بن عبدالصمد ہے تو اسکی زبان سے نکلا ذھبنا واللہ بخدا اب ہم ہلاک ہوئے۔

**شہادتِ ابن منصور کا سانحۂ ہوشربا** پھر اس کو باہر لایا گیا اور سائیسوں کی جماعت کے ساتھ ایک خچر پر سوار کر کے حامد کے غلاموں اور کوتوال کے سپاہیوں کی حراست میں پل تک پہونچا دیا گیا حامد کے غلام تو وہاں سے واپس آگئے محمد بن عبدالصمد اور اسکے سپاہی صبح تک حلاج کے گرد کوتوالی کے میدان میں حلقہ ڈالے بیٹھے رہے جب منگل کے دن ۲۴ ذیقعدہ ۳۰۹ھ کی صبح نمودار ہوئی حلاج کو جیلخانہ کے میدان میں لایا گیا تو وہ حسب الواحد افراد الواحد لہ کہتے ہوئے بیڑیاں پہنے ہوئے تبختر انہ (مستانہ) چال سے باہر آئے دپائے کوبان تابذہ بردار می آئم ما) اور یہ اشعار پڑھے ؎

فدیمی غیر منسوب الی شیٔ من الحیف — سقانی مثل ما یشرب کفعل الضیف بالضیف

فلما دارت الکأس دعا بالنطع والسیف — کذا من یشرب الراح مع التنین فی الصیف

(ترجمہ و مطلب اشعار العنور میں ملاحظہ ہو) پھر یہ آیت پڑھی:۔

یستعجل بھا الذین لا یؤمنون بھا والذین اٰمنوا مشفقون